ملکی معاشی استحکام کے لیے حکمتِ عملی:
سیرتِ النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی روشنی میں تحقیقی جائزہ

Research Review in The Light of The Seerat-Un-Nabi (PBUH) on Strategies for National Economic Stability

Dr Hafiza Fariza Danish
Email; farizamuhammadd@gmail.com

Abstract
National Economic stability As Muslims, for us, every corner of the holy life of the Prophet of Islam, Hazrat Muhammad (PBUH), is a good example and example of action. That's why Allah Ta'ala said in verse number 21 of Surah Al-Ahzab of the Holy Qur'an: "I have listened to the Messenger of Allah, Iswa Hasna". Therefore, such a strategy will have to be adopted, because for the success of any movement, it is necessary that such officials are ready, because the spread of Islam is entirely dependent on da'wah and preaching and obedience to other nations, therefore the Messenger of Allah, peace and blessings of Allah be upon him, did not.
Not only established a practical example of inter-religious relations, but also prepared such people who are rich in dialogue with other nations.
But our tragedy is now that the coercion of the situation has forced us to sit at the table of inter-faith relations. We have a severe shortage of people who have a critical view on economic and western thought and philosophy and who are familiar with the mental structure of the people of the West and their psychology, background and techniques.
Our greatest tragedy at this time is that those of us who have academic influence are not familiar with the psychology of Western language and literature and those who know Western language and idioms are intellectually weak.
Nowadays, the world has become a global village where followers of different religions are living in pluralistic societies, the need and importance of mutual understanding and tolerance and the need for practical measures to promote it has increased more than before.
In this article, the writer has highlighted the strategy for the country's economic stability in the light of the Prophet's biography.
Keyword: quran, hadith, books

تعارف:

ہر علم کا ایک مرکزی محور ہوتا ہے جس کے ارد گرد اس علم کا تانا بانا بُنا جاتا ہے اور وہی محور اس علم کا مضمون ہوتا ہے۔ معاشیات کا نفسِ مضمون جیسا کہ لفظِ معاشیات سے ظاہر ہے کہ انسانوں کی زندگی کے معاملات مالی مسائل سے منسلک رکھتا ہے اور اس امر سے بحث کرتا ہے کہ رب تعالیٰ کے نے جو کچھ بھی وجود زمین پر پیدا کیا ہے اس سے انسان اپنی مادی خواہشات کے وسائل کو کس طرح پورا کرتا ہے۔ گویا علم معاشیات انسانی فلاح کا ضامن ہے۔

لفظِ معاشیات کے لغوی معنیٰ:

لفظِ معاش عربی زبان کا لفظ ہے، جس کے معنیٰ زندہ رہنے کے آتے ہیں بعض کے نزدیک اس کا مادہ عیش ہے جس کے معنیٰ خوراک رزق کے آتے ہیں۔1

صاحبِ قاموس معاشیات کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

معاشیات سے مراد کھانے پینے کے وہ ذرائع ہیں جن پر زندگی کا دارومدار ہوتا ہے اور اُن وسائل کو اپنا کر ہم اچھی زندگی بسر کر سکتے ہیں۔2

لفظِ معاشیات کی اصطلاحی تعریف:

لیکن اصطلاحی مفہوم میں معاشیات سے مراد انسان کی ضروریاتِ زندگی کو پورا کرنے کے لیے محدود وسائل سے لامحدود ضروریاتِ زندگی کی تکمیل کو پورا کرنے کے لیے کیا جاتا ہو۔3

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ معاشیات کی تشریح اور توضیح بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

" دنیا میں بنا کچھ کھائے پیے رہنا ناممکن ہے، تو یہاں رہ کر کمانا ضروری اور لازمی ہے۔ لہذا کمانے کے صحیح طریقوں کو جاننا ضروری ہے۔4

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بھی کہا کہ، انسان کا اپنے ہاتھ سے کما کر کھانے کی فضیلت، لین دین کے معاملات کرتے وقت صحیح طریقہ اپنانا، نیز معاملاتِ تجارت کرتے وقت عدل و انصاف سے کام لینا، اور یہ بھی فرمایا کہ، تجارت کرتے وقت عدل و احسان سے پیش آنا" وغیرہ پر بحث کی جاتی ہے۔5

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ:

معیشت کی تعریف کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ: افرادِ معاشرہ مُن موجود لوگوں کے ساتھ ایک دوسرے کے معاشی معاملات میں تعاون کرنا اور ذرائع معیشت کی آمدن کرتے وقت حکمت سے کام لینے کا نام معیشت ہے۔6

معاشیات کا آغاز وارتقاء:

اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے دنیا ارض پر موجود جو کچھ بھی ہمارے ارد گرد میں پھیلی ہوئی وسیع و عریض ہے اسے اللہ تعالیٰ نے تخلیق کیا۔ زمینِ دنیا کی ہواؤں فضاؤں، سمندروں اور زمینوں کو وسائل وحیات سے مامور کر دیا۔ اور پھر اپنی ان گنت، مخلوقات کو رزق رسانی کا اہتمام کیا۔ رب تعالیٰ نے اپنی تخلیق سے انسان کو احسنِ تقویم پیدا کیا اور پھر اسے قلت و کامیابی سے ہمکنار کر دیا۔ اس اور کائنات ارض میں موجود ہر چیز کو انسانوں کے لیے مسخر کر دیا اور اسے اس کی فیض رسانی میں لگا دیا۔ چونکہ انسان کا معاشی مسئلہ روئے زمین پر اس کی تخلیق کے ساتھ ہی وجود میں آگیا تھا، اور پھر انسان ترقی کے ساتھ ساتھ ارتقاء کی منزلیں طے کرتا گیا۔7

انسان کی معاشی جدوجہد کا آغاز:

انسان کی تخلیق کا مقصد اور یہ بات کہنا غلط نہ ہوگا کہ انسان جب سے پیدا ہوا ہے یعنی پیدائش کے دن سے ہی خواہشات کی تکمیل میں کہیں نا کہیں معامصروفیت میں گھرا ہوا ہے اور مرتے دم تک معاشی جدوجہد سے چھٹکارا حاصل نہیں کر سکتا۔

کیونکہ ابتداء میں انسان نے غاروں میں رہنے کو اپنا مسکن بنا رکھا تھا، جنگلی جانوروں کا شکار کر کے جڑی بوٹیوں، درختوں کے پتوں اور پھلوں سے اپنے پیٹ کی بھوک کو ختم کیا کرتے تھے۔ پھر آبادی آہستہ آہستہ بڑھنے لگی تب انسانوں نے دریاؤں، سمندروں، چراگاہوں میں خیمہ زن ہونے لگے، اور پھر جانوروں کے پیچھے بھاگنے کے بجائے ان کو پال کر ان سے گوشت، دودھ اور کھالیں حاصل کرتا رہا۔ پھر دیہات کی بنیاد پڑی، پیشوں کی تقسیم ہوئی، کھڈیوں اور دستکاریوں کا دور آیا اور پھر شہر کے شہر آباد ہوتے چلے گئے۔

اب جبکہ موجودہ دورِ جدید کی صورتِ حال کو دیکھیں تو بہت سے ملک الگ الگ نام سے بن چکے ہیں اور معاشی صورتِ حال میں ایک دوسرے ممالک میں خرید و فروخت کر کے معاشی صورتِ حال کو بہتر سے بہترین بنانے کی کوشش کرتے رہتے ہیں۔ تاکہ ممالک خوشحال رہیں۔8

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں معیشت سے متعلق متعدد آیات ذکر کی ہیں۔ مقالہ نگار یہاں چند ایک قلم بند کریں گی۔

قرآن مجید میں معیشت کا ذکر:

نَحْنُ قَسَمْنَا بَيْنَهُم مَّعِيشَتَهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا ۚ وَرَفَعْنَا بَعْضَهُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجَاتٍ لِّيَتَّخِذَ بَعْضُهُم بَعْضًا سُخْرِيًّا ۗ وَرَحْمَتُ رَبِّكَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُونَ9

سورۃ الزخرف میں ہے کہ ترجمہ فہم القرآن: کیا تیرے رب کی رحمت یہ لوگ تقسیم کرتے ہیں؟ دنیا کی زندگی کے لیے وسائل ہم نے ان کے درمیان تقسیم کیے ہیں۔ اور ان میں بعض کو بعض پر ہم نے برتری دی ہے۔ تاکہ یہ ایک دوسرے سے خدمت لیں اور جو وہ سمیٹ رہے ہیں تیرے رب کی رحمت اس سے زیادہ قیمتی ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ وعید کے طور پر سورۃ طٰہٰ کی آیت میں ارشاد فرمایا:وَمَنْ أَعْرَضَ عَن ذِكْرِي فَإِنَّ لَهُ مَعِيشَةً ضَنكًا وَنَحْشُرُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَعْمَىٰ، 10

ترجمہ فہم القرآن:

اور جو میرے (اللہ) ذکر سے منہ موڑے گا اس کے لیے دنیا میں تنگ زندگی ہوگی اور قیامت کے روز ہم اسے اندھا اٹھائیں گے۔ "رب تعالیٰ نے سورہ ھود میں انسان کو سمجھانے کے لیے یہ ارشاد فرمایا کہ دنیائے ارض پر موجود تمام جن و انس اور حشرات الارض سب کو رزق اللہ تعالیٰ ہی کے ذمہ ہے جیسا کہ اس آیت میں آتا ہے:وَمَا مِن دَابَّةٍ فِي الْأَرْضِ إِلَّا عَلَى اللَّهِ رِزْقُهَا وَيَعْلَمُ مُسْتَقَرَّهَا وَمُسْتَوْدَعَهَا ۚ كُلٌّ فِي كِتَابٍ مُّبِينٍ۔11

ترجمہ تیسیر القرآن:

زمین میں چلنے والا کوئی جاندار ایسا نہیں جس کا رزق اللہ کے ذمے نہ ہو۔ وہ اس کی قرار گاہ کو بھی جانتا ہے اور دفن ہونے کی جگہ کو بھی۔ یہ سب کچھ واضح کتاب (لوح محفوظ) میں لکھا ہوا موجود ہے۔

تفسیر احسن البیان:

یعنی اللہ ہی سب کا کفیل اور ذمے دار ہے۔ زمین پر چلنے والی ہر مخلوق، انسان ہو یا جن، چرند ہو یا پرند، چھوٹی ہو یا بڑی، بحری ہو یا بری۔ ہر ایک کو اس کی ضروریات کے مطابق وہ خوراک مہیا کرتا ہے۔ پھر رب تعالیٰ نے انسان کو یہ بات بھی کہے دی گئی کہ اللہ تعالیٰ جیسے چاہے زیادہ رزق دے یا کم رزق دے سب کچھ رب تعالیٰ کے ہی حکم سے ہوتا ہے۔ قرآنِ مجید کی سورہ نور میں ہے،

وَاللَّهُ يَرْزُقُ مَن يَشَاءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ،12

ترجمہ فہم القرآن:"اللہ جسے چاہتا ہے بے حساب دیتا ہے۔"

وَيْكَأَنَّ اللَّهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَن يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ وَيَقْدِرُ13

سورہ قصص میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرمایا: ترجمہ جوناگڑھی: کہ اللہ تعالیٰ ہی اپنے بندوں میں سے جس کے لئے چاہے روزی کشادہ کر دیتا ہے اور تنگ بھی۔إِنَّ اللَّهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِينُ،14

اسی طرح سورہ الزاریات میں فرمایا: ترجمہ جوناگڑھی اللہ تعالیٰ تو خود ہی ایک کا روزی رساں توانائی والا اور زور آور ہے۔وَلَقَدْ مَكَّنَّاكُمْ فِي الْأَرْضِ وَجَعَلْنَا لَكُمْ فِيهَا مَعَايِشَ ۗ قَلِيلًا مَّا تَشْكُرُونَ 15

جیسا کہ سورہ الاعراف میں آتا ہے: ترجمہ فہم القرآن: اور بلاشبہ ہم نے تمہیں زمین میں رہنے کی جگہ دی اور تمہارے لیے اس میں زندگی کے سامان بنائے بہت کم تم شکر کرتے ہو۔

وَجَعَلْنَا لَكُمْ فِيهَا مَعَايِشَ وَمَن لَّسْتُمْ لَهُ بِرَازِقِينَ 16

سورہ الحجر میں رب تعالیٰ کا ارشاد ہے: ترجمہ تیسیر القرآن "اور اسی زمین میں ہم نے تمہارے لئے بھی سامان معیشت بنادیا اور ان کے لئے بھی جن کے رازق تم نہیں ہو تفسیر احسن البیان: یعنی زمین میں تمہاری معیشت اور گزران کے لئے بیشمار اسباب ووسائل پیدا کر دیئے۔ اس سے مراد نوکر چاکر، غلام اور جانور ہیں۔ یعنی جانوروں کو تمہارے تابع کر دیا، جن پر تم سواری بھی کرتے ہو، سامان بھی لاد کر لے جاتے ہو اور انہیں ذبح کر کے کھا بھی لیتے ہو۔ غلام لونڈیاں ہیں، جن سے تم خدمت گزاری کا کام لیتے ہو۔ یہ اگرچہ سب تمہارے ماتحت ہیں اور تم ان کے چارے اور خوراک وغیرہ کا انتظام بھی کرتے ہو لیکن حقیقت میں ان کا رازق اللہ تعالیٰ ہے، تم نہیں ہو۔ تم یہ نہ سمجھنا کہ تم ان کے رازق ہو، اگر تم انہیں کھانا نہیں دوگے تو بھوکے مر جائیں گے۔

یہاں قرآن مجید نے مسئلہ معاش کو انسانی زندگی کی کشمکش اور اس سے جنم لینے والی رقابتوں اور عداوتوں کی علّت اور اساس قرار دیا ہے اور انسانوں کو باور کرایا گیا ہے۔ کہ اموال پر تمہیں فقط ایک خاص مدت کے لیے حقِ تصرف حاصل ہے، یہ زمین اللہ کی ہے اور وہی اس کا مالک ہے۔ 17

احادیثِ نبوی ﷺ میں بنیادی معاشی اصطلاحات کا بیان:

جس طرح قرآن مجید میں جگہ جگہ معاشیات کا ذکر کیا گیا ہے اسی طرح احادیثِ مبارکہ میں بھی معاشیات کا ذکر موجود ہے۔ مقالہ نگار کچھ فرموداتِ رسول ﷺ درج ذیل کئے ہیں:

اقتصادی اعتدال:

۱۔ الاقتصاد فی النفقۃ نصف المعیشۃ 18

"خرچ میں اعتدال آدھی معیشت"

۲۔ ماعال من اقتصادی 19

"جس نے میانہ روی اختیار کی وہ محتاج نہیں ہو گا"

عادل حکمران کی فضیلت

عن ابی ہریرۃ قال النبی ﷺ سبعۃ یظلمھم اللہ فی ظلہ یوم لا ظل الا ظلۃ الامام العادل ---20

"نبی ﷺ نے فرمایا ہے کہ سات قسم کے لوگوں کو اللہ تعالیٰ اپنے سائے میں جگہ دے گا۔ اس روز جب اللہ کے سائے کے علاوہ کوئی سایہ نہ ہو گا۔ عادل حکمران۔۔۔۔

فریضہ طلب حلال:

طلب کسبِ الحلال فریضه بعد الفریضه21

"حلال رزق کی تلاش کرنا کے بعد (بہت سے بڑا) فریضہ ہے۔"

حضور ﷺ نے فرمایا:

اذا صليتم الصبح فلا تنا موا عن طلب آرزاقم،فان نومة الصبحة يمنع الرزق22

"جب تم صبح کی نماز ادا کر لیا کرو تو اپنے رزق کی تلاش سے غافل ہو کر سو نہ جاؤ، کیونکہ صبح (فجر کی نماز کے بعد) کی نید رزق کے آنے کو روک دیتی ہے"۔

محنت اور جائز تجارت:

عن رافع بن خديج، قال:قيل:يا رسول الله !أي الكسب أطيب؟قال : عمل الرجل بيده وكل بيع مبرور۔23

"حضرت رافع بن خدیج سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا: یارسول اللہ! کون سی کمائی سب سے افضل ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: آدمی کا اپنے ہاتھ سے کمانا اور ہر جائز تجارت۔"

عن جابر بن عبد الله قال:قال رسول الله ﷺ: رحم الله عبداً سمحاً إذا باع، سمحاً إذا اشترى، سمحاً إذا اقتضى۔24

"حضرت جابر بن عبداللہ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ ایسے شخص پر رحم کرتا ہے جو بیچے تو نرمی سے بیچے، خریدے تو نرمی سے خریدے، اور فیصلہ کرے تو نرمی سے کرے"

عن صخر الغامدی قال :قال رسول الله ﷺ الهمه بارک لامتی فی بکورها،قال: وکان اذا بعث سرية او جيشا بعثهم فی اول النهار،قال: وكان صخر رجلاً تاجراً فكان يبعث تجارة فی اول النهار فاثری وکثر ماله۔25

"حضرت صخر غامدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے اللہ! میری امت کی صبح میں اس کو برکت دے۔ حضرت صخر غامدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ: جب آپ ﷺ نے کوئی بڑا یا چھوٹا لشکر روانہ فرمانا ہو تا تو شروع دن میں روانہ فرماتے۔" راوی کہتے ہیں کہ حضرت صخر تاجر آدمی تھے وہ اپنے تجارتی قافلے شروع دن میں روانہ کرتے تو وہ بہت مال دار ہو گئے اور ان کا مال بہت بڑھ گیا۔

قرآنِ مجید اور جدید نظریات:

قرآن شریف ایسے اسباب و وسائل کو برداشت نہیں کرتا۔ جنہوں نے معاشی استحصال کا موقع پیدا کیا اور جو بنی نوع انسان میں ظلم و استبداد کی راہیں کھولتے ہیں۔ اور کسی خاص فرد یا طبقہ کو دولت سمیٹنے اور معیشت کے

نظام پر قابض آنے کی سہولت دیتے ہیں۔ اس لیے کہ قرآن شریف کسی خاص طبقہ یا فرد کی ثروت کو جائز نہیں جانتا ہے۔ قرآن شریف تمام ایسی راہوں کو کھولتا ہے جن پر سے ارباب ثروت کی دولت اہل حاجت کو پہنچتی ہے قرآن وحدیث تمام ایسی تدبیریں اور حالات پیدا کرنے کو روکتا ہے جن سے خاص فرد یا طبقہ مخصوص ہوتا اور اس کی ثروت میں اضافہ ہوتا ہے اور اہل حاجات کو دولت پہنچنے کی راہ بند ہوتی ہے۔26

دورِ جدید میں علمِ معاشیات کی ضرورت و اہمیت اور باہمی ہم آہنگی:

موجودہ دور میں معاشیات کی بہت اہمیت ہے، کیونکہ انسان کی ابتدائی تاریخ کو پتھروں اور دھات کے زمانوں میں تقسیم کیا جاتا ہے دوسری طرف آج کے دورِ جدید کشمکش کا دور ہے، صنعتی اور سائنسی ترقی نے معیشت کی کشمکش کو بہت تیز کر دیا ہے۔

اس لیے کامیاب شہری بننے کے لیے اس علم کا جاننا بہت ضروری ہے۔

اس علم مطالعہ کرنے سے انسانوں میں صنعت و حرفت اور تجارت کے معاملات کو سمجھنے میں نہ صرف مدد ملتی ہے بلکہ ٹیکسوں کے ادا کرنے کے نظام کو سمجھنے کے لیے بھی اس کا مطالعہ ضروری ہے۔ معاشرے میں منصافانہ تقسیمِ دولت کے لیے آمدنی اور خرچ میں توازن بر قرار رکھنے کے لیے اسلامی معاشیات کا مطالعہ مفید ثابت ہو سکتا ہے۔ اسلامی معاشیات میں فضول خرچی کرنے سے اور بخل سے روکنے اور بہترین راہِ اعتدال کی صحیح راہنمائی اور نشاندہی ہمیں اسلامی معاشیات ہی سے ملتی ہے۔

اسلامی معاشایات میں فلاحی پہلو کو بہت زیادہ اہمیت دی گئی ہیں، اس لیے اس کا مطالعہ کرنا نہایت ضروری ہے۔

چاہے اب وہ بین الاقوامی تجارت ہو، یا غیر ملکی قرضے ہوں، یا پھر بیرونی سرمایہ کاری ہو، ان جیسے تمام معاملات کو جاننے کے لیے بھی معاشیات کا مطالعہ ضروری ہے۔

اسلامی معاشیات کی روشنی میں جدید دنیا کے ملکی معاشی استحکام کے معاشی مسائل کو حل کیا جا سکتا ہے۔

علمِ معاشیات کا مطالعہ کرنے والا ہر شخص اپنے اندر مختلف قسم کے فوائد رکھتا ہے۔ اور پھر انہی فوائد کے ذریعے سے علمِ معاشیات کے ہر پہلو کو اُجاگر کر تا جاتا ہے۔ اس علم سے مندرجہ ذیل علمی و عملی فوائد حاصل ہوتے ہیں۔

(ا)۔ ذہنی تعمیر و ترقی میں مدد

معاشیات کا مطالعہ کرنے سے معاشی مسائل پر غور و فکر کرنے، اور ان سے اہم نتائج اخذ کرنے میں مدد دیتا ہے۔ اس علم کو حاصل کرنے سے ذہن میں تحقیق کرنے کا مادہ پیدا ہوتا ہے جس کے سبب ذہنی صلاحیتوں کو اُجاگر کرنے میں نہ صرف مدد ملتی ہے بلکہ اس کی تعمیر اور ترقی میں بھی مددگار ثابت ہوتا ہے۔

(۲)۔ تعمیری اور ٹھوس اندازِ فکر کے لیے راہنمائی

معاشیات کا علم حاصل کئے بنا اور معاشرے میں موجود روز مرہ کے عام واقعات سے لے کر قومی اور بین الاقوامی مسائل کا علمِ معاشیات کے ساتھ بہت گہرا تعلق ہے۔ اگر یہ کہا جائے کہ دورِ حاضر میں معاشیات تمام قوموں کا مشترکہ مذہب بن کر رہ گیا ہے تو یہ کہنا بے جا نہ ہو گا۔ یہی وجہ ہے کہ دنیا کہ کسی بھی ملک میں اگر کوئی معاشی تبدیلی رونما ہو جاتی ہے تو پوری دینا اس تبدیلی سے متاثر ہوئے بنا نہیں رہے سکتی، چنانچہ معاشیات کا مطالعہ تعمیری اور ٹھوس اندازِ فکر میں راہنمائی کرتا ہے۔

(۳)۔ خطرات سے اگاہی

علمِ معاشیات سے اگاہی کی ہی بدولت لوگ اپنی معاشی سرگرمیاں شروع کرنے سے پہلے ہی اس بات سے اگاہ ہوتے جاتے ہیں کہ ان کو کاروبار کیا کیا نقصان ہو سکتا ہے اور ان نقصانات سے بچنے کی تدابیر کیسے کر سکتا ہے۔ اور ان تمام پہلوؤں کو اپنا کر کون کون سے فوائد کے بارے میں درست اندازہ کر سکتا ہے جو اس کو سرمایہ کاری کے بعد حاصل ہوں گے۔ اور یہ سب علمِ معاشایات سے اگاہی کی بدولت ہوتا ہے۔

(۴)۔ وسائل کا بہترین استعمال

ہم وسائل کا بہترین استعمال علمِ معاشیات کا علم کی بدولت ہی حاصل کر سکتے ہیں۔ جس کے سبب سے ہمیں یہ پتہ چل سکے گا کہ ہم اپنے وسائل کے مقاصد کو کس طرح کم خرچ پر اور تھوڑے وسائل استعمال کر کے حاصل کر سکتے ہیں۔ گویا یہ علم لوگوں کو وسائل کا بہترین استعمال کرنا سکھاتا ہے۔ اس علم کی بدولت صارفین اپنی محدود آمدنی کو مختلف اشیاء و خدمات پر خرچ کر کے زیادہ سے زیادہ منافع بخش فوائد با آسانی حاصل کر سکتے ہیں۔

(۵)۔ ذمہ دار اور باشعور شہری کی تخلیق

دور جدید کے لوگوں کی زمہ داری اور فرائض کا حلقہ ماضی کے مقابلے میں بہت زیادہ ہو گیا ہے۔ آج کا شہری اپنے فرائض بخوبی سرانجام دینے کے قابل نہیں بن سکتا، کیونکہ عوام میں معاشی مسائل کی نوعیت کو سمجھنے اور ان کو حل کرنے کے اُصول وضوابط کے طریقوں سے واقف نہ ہونا ہے۔ مثال کے طور پر آج تقریباً ہر ملک معاشی منصوبہ بندی، معاشی بحران، کساد بازاری، افراطِ زر، قیمتوں کے اتار چڑھاو، بجٹ کی تیاری، بے روزگاری اور دولت کی غیر منصفانہ تقسیم جیسے مسائل سے دوچار ہے۔ اور یہ مسائل اس وقت تک حل نہیں ہو سکتے جب تک کہ حکومت کے علاوہ عام شہری بھی علمِ معاشیات کی نوعیت واہمیت سے باخبر ناہو۔

(٦)۔ حکومت کی راہنمائی

علمِ معاشیات کا مطالعہ کرنا حکومت کے لیے بھی بڑی اہمیت کا حامل ہے، کیونکہ حکومت کو اس علم کا جاننا اور اس کے اصولوں ضوابط کو علم رکھنا بے حد ضروری ہے جس سے نہ صرف حکومت کو ٹیکسوں کے نظام کو مرتب کرنے میں آسانی ہوتی ہے، بلکہ نئے ٹیکس عائد کرتی ہے، درآمدی اور برآمدی تجارت کی پالیسی کو وضع کرتی ہے، نظامِ زر کو چلانے میں آسانی ہوتی ہے، اسی طرح اس علم کی بدولت ہی بعض قومی اہمیت کی حامل صنعتوں کو اپنی تحویل میں لیتی ہے نیز افراطِ زر اور تفریطِ زر کے مسائل کو حل کرنے میں مدد لیتی ہے۔ غرضیکہ حکومت کو تمام تر معاشی مسائل کو سمجھنے اور ان کو حل کرنے کے لیے علمِ معاشیات کے اصولوں و ضوابط کو سامنے رکھ کر ہی فیصلے کرنے ہوتے ہیں۔

(٧)۔ سیاسی لیڈروں کی راہنمائی

علمِ معاشیات کے علم کو حاصل کئے بغیر سیاسی لیڈر بھی اپنے فرائض احسن طریقے سے انجام نہیں دے سکتے کیونکہ سیاسی استحکام اُس وقت تک ممکن ہی نہیں ہو سکتا جب تک کہ ملک کا معاشی نظام مستحکم نہ ہو۔ ماضی کے بڑے سے بڑے سیاسی انقلابات اس بات کے گواہ ہیں کہ جس ملک نے بھی معاشی مسائل کی طرف توجہ نہ دی تو عوام نے اس کا تختہ اُلٹ دیا اور موجودہ دور میں بھی مضبوط سیاسی راہنماں بھی وہی بن سکتا ہے جو سیاسی سمجھ بوجھ رکھنے کے ساتھ ساتھ وہ معاشی مسائل کی نوعیت کو سمجھنے اور ان کو حل کرنے کی اہلیت سے بھی اچھی طرح واقف ہو۔

(٨)۔ باہمی ہم آہنگی

معاشیات کے علم ہی کی بدولت کاروباری افراد میں ہم آہنگی پیدا ہو گی۔ اور یہ ہم آہنگی کاروباری افراد میں ہی نہیں بلکہ دوسرے ممالک کے مابین بھی ہم آہنگی کا زریعہ بنے گا جس سے ان ممالک کے افراد میں شعور ہو گا کہ جس طرح ایک فرد کاروباری افراد سے تعلق قائم کیے بغیر ترقی نہیں کر سکتا، بلکل اسی طرح ایک ملک دوسرے ملک سے کٹ کر اپنی معاشی حالت کو بہتر طور پر قائم نہیں رکھ سکتا۔

(٩)۔ مزدوروں کی راہنمائی

معاشیات کے علم کی بدولت ہی عوام و حکومت اپنے حقوق کے تحفظ کے لیے بہترین اقدامات کر سکتے ہیں اور وہ اسی علم کی بدولت ہی اپنی مختلف Trade Unions کا قیام بھی عمل میں لا سکتے ہیں جس کے سبب اپنی کی گئی محنت کا معقول معاوضہ بھی حاصل کر سکتے ہیں۔

(۱۰)۔ افلاس وغربت سے نجات

غربت وافلاس کی بڑی وجہ ایک یہ بھی ہے کہ ملکی زرائع ووسائل کے مقابلے میں ضروریات کا زائد ہونا ہے۔ اس صورتِ حال پر قابو پانے کے لیے معاشیات کے اصول وضوابط پر عمل کر کے ہی قابو پا سکتے ہیں۔ کیونکہ اس طرح ضروریات کا پلڑا وسائل کے برابر لا کر ہی وغربت وافلاس کا خاتمہ کرنے میں کسی حد تک کامیابی مل سکتی ہے۔

(۱۱)۔ دولت کا مساویانہ تقسیم

ملکی سالمیت واستحکام کا ظامن صرف ایسا معاشی نظام ہو سکتا ہے جس میں ملک میں رہنے والے ہر طبقہ کو بلا امتیاز معاشی سرگرمیوں میں حصہ لینے کے یکساں مواقع حاصل ہوں گے جس کے سبب ملکی دولت چند ہاتھوں میں مرتکز ہونے کے بجائے زیادہ سے زیادہ ہاتھوں تک پہنچ جائے اور دولت کی اس تقسیم کے لیے معاشیات کے اصول بہترین راہنمائی مہیا کرتے ہیں۔

(۱۲)۔ سرمایہ اور محنت میں توازن

سرمایہ اور محنت میں توازن برقرار رکھنا کسی بھی ملک کے معاشی استحکام وترقی کے لیے بے حد ضروری ہے۔ کیونکہ اگر سرمایا اور محنت میں توازن برقرار نہ رہا تو پھر ملکی معیشت تباہ ہو برباد ہو کر راہ جائے گی۔ جیسا کہ پاکستان کی معیشت کا حال آپ کے سامنے ہے، نیز ان دونوں میں توازن برقرار رکھنے کے لیے علم معاشیات کے علم سے اگاہی کا ہونا بے حد ضروری ہے اور اسی کی بدولت ہی توازن قائم راہ سکتا ہے۔ گویا ان دونوں میں توازن برقرار رکھنے کے لیے علم معاشیات کا مطالعہ بے حد ضروری ہے۔

(۱۳)۔ بین الاقوامی معیشت سے واقفیت

علمِ معاشیات کے علم ہی کی بدولت ہم بین الاقوامی معیشت سے اچھی طرح واقفیت ہو سکتی ہے۔ اسی علم کی بدولت ہی بین الاقوامی معیشت کے تجربات سے ہم فائدہ حاصل کر سکتے ہیں۔ اور یہ سب علم معاشیات کے علم کو حاصل کرنے سے ہی ممکن ہے اور اسی کے زریعے دنیا کے تمام کاروبار سے ہمیں واقفیت حاصل ہو سکتی ہے۔

(۱۴)۔ اصول ونظریات سے واقفیت

علمِ معاشیات کے علم زریعے ہی ہمیں اُصول وضوابط اور نظریات کے متعلق ہم میں واقفیت پیدا ہوتی ہے۔ یہ تمام اُصول و نظریات کاروباری ترقی کو حاصل کرنے اور ممالک کے ساتھ قدم بہ قدم ترقی کرنے میں

کار گر ثابت ہوتے ہیں۔ اگر انہی اُصول و نظریات کو ہم مدِّ نظر رکھ کر کاروبار وغیرہ کو چلایا جائے تو یقینی طور پر بے شمار فوائد اور ترقی کی منازل حاصل ہو سکیں گی۔ جس سے ہمارا ملک خوشحال ہو جائے گا۔27

1. تقسیم دولت اور منصوبہ بندی

منصوبہ بندی میں سب سے اہم چیز دولت ہے۔ کیونکہ تقسیمِ دولت ہی گردشِ دولت کا سبب بنتی ہے معاشرہ میں جتنی دولت زیادہ گردش کرے گی اتنا ہی معاشرہ خوشحال ہو گا۔ اور دولت سے مستفیض ہو گا۔ اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جس نے تقسیمِ دولت پر سب سے زیادہ زور دیا ہے۔ تقسیمِ رولت کے متعلق اسلام کی بتائی ہوئی راہوں پر چلنے سے کوئی شخص سرمایہ دار بن ہی نہیں سکتا۔ اسلام نے تقسیمِ دولت کے حصول کے لیے بہت سے اُصول وضوابط اور راہیں بیان کئے ہیں ان میں سے اہم راستہ زکٰوۃ ہے۔ اسلام نے زکٰوۃ کو ہر صاحبِ نصاب پر لازمی قرار دیا ہے۔ قرآن میں اکثر جگہ جہاں صلٰوۃ کا ذکر کیا گیا ہے اس کے ساتھ ہی زکٰوۃ کا بھی ذکر کیا گیا ہے۔ یعنی کوئی شخص اس وقت تک اللہ تعالیٰ کا مقرب بندہ نہیں بن سکتا، جب تک عبادت کے ساتھ ساتھ بنی نوع انسان کی خدمت کرنے کے لیے اپنے مال میں سے ایک متعین حصہ حکومت کو نہیں دیتا۔28

2. منصوبہ بندی کی اقسام

عمومی منصوبہ بندی اور جزوی منصوبہ بندی(General planning and parial planning)

عمومی منصوبہ بندی کے تحت ایک مرکزی ادارہ ملک کی پوری معیشت کے لیے ایک جامع منصوبہ بناتا ہے اور اس پر عمل درآمد کی نگرانی کرتا ہے۔ جبکہ جزوی منصوبہ بندی کسی مخصوص شعبوں کے لیے ہوتی ہے۔

مرتکز اور غیر مرتکز منصوبہ بندی(centralized and decentralized planning)

مرتکز منصوبہ بندی وہ ہے، جس میں منصونہ بندی کی تیاری اور عمل درآمد ایک بااختیار مرکزی ادارے کی ہدایت کے مطابق ہوتا ہے تمام ادارے مرکزی بااختیار ادارے کی ہدایت کے مطابق کام کرتے ہیں۔ جبکہ غیر مرتکز منصوبہ بندی میں منصوبوں کی تیاری کا کام نچلی سطح سے ہوتا ہے تمام شعبے اور ادارے الگ الگ منصوبے تشکیل دیتے ہیں۔ پھر انہیں مربوط کر کے ایک جامع منصوبے کی شکل دی جاتی ہے۔

حاکمانہ اور جمہوری منصوبہ بندیAuthoritarian and democratic planning

حاکمانہ منصوبہ اشتراکی ممالک سے تعلق رکھتی ہے جو تمام شعبوں کے لیے ایک جامع منصوبہ تشکیل دیتے ہیں اور اس پر عمل درآمد کراتی ہے۔ جمہوری منصوبہ بندی جمہوری ممالک مرتب کرتے ہیں مرتبین عوام میں سے منتخب ہوتے ہیں۔ نجی اور سرکاری شعبوں کے لیے الگ الگ منصوبہ بندی کی جاتی ہے۔ دونوں طرز کی حکومتوں

کی منصوبہ بندی کا مقصد معاشی ترقی اور عوام کی بہبود مدِ نظر ہوتی ہے۔ حاکمانہ منصوبہ بندی کا ارتکاز ایک جگہ پر ہوتا ہے، جبکہ جمہوری منصوبہ بندی مختلف اداروں میں بٹی ہوتی ہے۔ لیکن تمام اداروں اور شعبوں کی منصوبہ بندی سے ربط قائم ہو جاتا ہے۔

ترغیبی اور جبری منصوبہ بندی(Induced and forced planning)

ترغیبی منصوبہ بندی میں حکومت نجی شعبوں میں مختلف مراعات دے کر مختلف معاشی منصوبوں میں بیرونی سرمایہ کاری کے لیے ترغیب دیتی ہے۔ جبکہ جبری منصوبہ بندی میں منصوبہ کی تیاری میں اور عمل درآمد کا کام ایک حکومت کے ہاتھ میں ہوتا ہے۔

اسلام میں منصوبہ بندی کی نوعیت

اسلام نے نجی ملکیت کو بعض قیودات کے ساتھ جائز قرار دیا ہے۔ لیکن سرمایہ دارانہ نظام کے برعکس اگر کوئی نجی ادارہ حکومتی منصوبہ بندی کے تحت صحیح کام انجام نہیں دے رہا اور صحیح اہداف پورے نہیں ہو رہے تو اسلام حکومت کو اختیار دیتا ہے کہ اس نجی پیداوار کے شعبہ کو اپنی ملکیت میں لے لے۔ اشتراکی نظام کے برعکس اسلامی ریاست میں سرکاری اور نجی دونوں شعبے مرکزی منصوبہ بندی کے تحت کام کرتے ہیں۔

منصوبہ بندی کی اہمیت

1۔ قومی آمدنی میں اضافہ

معاشی منصوبہ بندی کا بنیادی مقصد ملک کے باشندوں کو خوشحال بنانا اور مطمئین زندگی گزارنے کے مواقع فراہم کرنا ہے۔ اس سے قومی آمدنی اضافہ ہوتا ہے تاہم یہ اسی صورت میں ہو سکتا ہے، جب ملکی پیداوار میں اضافہ کر کے قومی آمدنی میں اس حد تک اضافہ کر دیا جائے کہ قومی آمدنی میں اضافہ کی شرح آبادی کی افزائش کی شرح سے زیادہ ہو۔ قومی آمدنی میں اضافہ کے لیے تمام پیداواری زارئع اور وسائل کو بروے کار لا کر ان سے زیادہ سے زیادہ استفادہ کرنے کی کوشش کی جاتی ہے پیداواری زرائع کی تقسیم کو اس سلسلے میں اہمیت حاصل ہے۔

۲۔ فی کس آمدنی کا بڑھنا

منصوبہ بندی کا ایک اہم ترین مقصد فی کس آمدنی میں مسلسل اضافہ کرنا ہے۔ عوام معیارِ زندگی کا دارومدار فی کس آمدنی پر ہوتا ہے۔ اگر کسی ملک کی فی کس آمدنی مسلسل ہوتی رہے تو ملک کی معاشی ترقی کی رفتار زیادہ ہو گی اگر فی کس آمدنی گر جائے تو معاشی ترقی کی رفتار بھی متاثر ہو گی چنانچہ منصوبہ بندی کے ذریعہ فی کس آمدنی کو بڑھانے کی کوشش کی جاتی ہے۔

۳۔ فراہمی روزگار

ملک کی حکومت کی اوّلین ترجیح یہ ہوتی ہے کہ عوام کو خوشحال بنایا جائے تاکہ ملک میں معاشی ترقی کی رفتار قابلِ ستائش رہے تاکہ لوگ اسانی سے زندگی بسر کرتے رہیں۔ چنانچہ مکل میں کام کرنے والے اہل افراد کو فراہمی روزگار ان کے بنیادی مقاصد میں شامل ہوتا ہے۔ منصوبہ بندی کے ذریعہ اس مقصد کو حاصل کرنے کے لیے کوشش کی جاتی ہے ترقی پذیر ممالک کا سب سے بڑا مسئلہ پڑھے لکھے اور قابل روزگار افراد کو ملازمتوں کی فراہمی ہے منصوبہ بندی کے ذریعہ اس مسئلہ کو احسن طریقے سے حل کیا جاتا ہے۔

۴۔ معاشی خود کفالت

منصوبہ بندی کا ایک اہم مقصد معاشی خود کفالت کا حصول ہے۔ اس مقصد کو حاصل کرنے کے لیے زرعی شعبے کی خرابیوں کو دور کیا جاتا ہے۔ منڈیوں کے نظام کی اصلاح کی جاتی ہے۔ کاشتکاروں کو قرضوں کی فراہمی عمدہ بیج کے استعمال کے لیے سہولتیں کھاد خریدنے کے لیے قرضے اور مشینری کے لیے قرض کی سہولت دی جاتی ہے۔ اس کے علاوہ آب پاشی کے زرائع کو بہتر بنایا جاتا ہے۔ سیم تھور کی روک تھام کر کے جدید طریقہ کاشت کی حوصلہ افزائی کی جاتی ہے زرعی تعلیم و تحقیق کو فروغ دے کر قومی پیداوار میں اضافہ کیا جاتا ہے جس سے ملک معاشی خود کفیل بن جاتا ہے۔

۵۔ صنعتی ترقی

منصوبہ بندی کا ایک مقصد ملک کو صنعتی لحاظ سے ترقی یافتہ بنانا ہوتا ہے اس سلسلے میں صنعتوں کے قیام کے لیے نجی شعبے کو خصوصی مراعات دی جاتی ہے۔

اگر کوئی نجی شعبہ مخصوص صنعت میں سرمایہ کاری کے لیے تیار نہ ہو جو حکومت خود اسے فراہم کرتی ہے اور بعض صنعتوں کی حوصلہ افزائی کے لیے متعدد برسوں کے لیے ٹیکسوں کی چھوٹ دی جاتی ہے۔ اس عمل سے صنعتی ترقی کی رفتار بڑھ جاتی ہے۔

۶۔ توازن ادائیگی

ترقی پذیر ممالک کا ادائیگیوں کا توازن عموماً خسارے کا ہوتا ہے اس وجہ سے برآمداد میں کمی اور درآمداد میں اضافہ ہوتا ہے اس خسارے کو ضم کر کے ادائیگی کا توازن درست کیا جا سکتا ہے لیکن یہ اسی صورت میں ممکن ہے کہ مناسب منصوبہ بندی کر کے درآمد اور برآمداد میں توازن پیدا کیا جائے۔

۷۔ کمترقی یافتہ علاقوں کی بہتری

اگر کسی ملک کے مختلف حصے اور علاقے یکساں طور پر ترقی یافتہ نا ہوں تو معاشی منصوبہ بندی کر کے ان کم ترقی یافتہ علاقوں کو دوسرے علاقوں کے برابر لایا جا سکتا ہے پسماندہ علاقوں کے لیے ترجیجی بنیادوں پر خصوصی ترقیاتی اسکیمیں تیار کی جا سکتی ہیں۔ ان اقدامات سے ملکی معشیت میں استحکام پیدا ہوتا ہے اور ایک پائیدار سیاسی نظام قائم کرنے میں مدد ملتی ہے۔

۸۔ افرادی قوت کی کھپت

پسماندہ ممالک میں عام طور پر افرادی قوت بہت ہوتی ہے، چنانچہ اسے ممالک میں منصوبہ بندی کے ذریعے افرادی قوت کو بہتر اور صحیح استعمال کیا جا سکتا ہے، مثلاً مقامی منصوبوں اسکولوں، کالجوں ہسپتالوں، سڑکوں، وغیرہ کی تعمیر کے لیے افرادی وسائل سے کام لیا جا سکتا ہے۔ معاشی منصوبہ بندی کا ایک مقصد افرادی قوت کا ایک استعمال ہے تاکہ ملکی بے روزگاری پر قابو پایا جا سکے جس کے سبب پیداوار بھی بڑھے گی اور معاشی ترقی میں اضافہ بھی ہوگا۔

۹۔ قیمتوں میں استحکام

اشیاء کی طلب میں اضافے سے قیمتیں بڑھتی ہیں۔ قیمتیں بڑھنے سے مہنگائی جنم لیتی ہے جس کے سبب عوام کی قوتِ خرید کم ہو جاتی ہے، صارفین کو پریشانی کا سامنا کرنا پڑھتا ہے نیز قیمتوں میں اضافے سے افراطِ زر کا چکر شروع ہو جاتا ہے چنانچہ منصوبہ بندی کے ذریعے قیمتوں میں استحکام پیدا کیا جا سکتا ہے۔ انھیں مناسب سطح پر برقرار رکھنے کی کوشش کی جا سکتی ہے۔

۱۰۔ معاشی بحران پر کنٹرول

بعض اوقات ملکی سطح پر معاشی بحران سے نپٹنے کے لیے معاشی منصوبہ بندی ضروری ہو جاتی ہے چونکہ معاشی بحران سے ملکی معیشت کو زبردست دھچکا لگتا ہے۔ اس لیے اس پر معاشی منصوبہ بندی کے ذریعے قابو پایا جا سکتا ہے۔

۱۱۔ افراط ابادی پر قابو پانا

منصوبہ بندی کا اہم ترین مقصد روز بروز بڑھتی ہوئی آبادی کے چیلنجز کا مقابلہ کرنا بھی ہے۔ اگر آبادی کا تناسب پیداوار کے تناسب سے بڑھ جائے تو معاشی بحران پیدا ہو جاتا ہے۔ اس معاشی بحران سے نجات پانے کے لیے ضروری ہے کہ افراط آبادی پر قابو پایہ جائے۔ اور یہ کام منصوبہ بندی سے سرانجام پایا جا سکتا ہے۔

۱۲۔ تشکیلِ سرمایہ

کسی ملک کی معاشی ترقی میں تشکیلِ سرمایہ بہت اہم کردار ادا کرتا ہے۔ سرمایہ کی تشکیل کی کئی صورتیں ہیں منصوبہ بندی کے ذریعے ان تمام ذرائع کو کام میں لایا جاتا ہے جس سے تشکیلِ سرمایہ ہو۔ مثلاً عوام اپنی آمدنیوں کو غیر ضروری اشیاء پر بے دریغ خرچ نہ کریں، مثلاً عالی شان مکانات کی تعمیر سے گریز کریں۔ عوام سادہ زندگی گزار کر بچتیں کریں، تاکہ یہ بچتیں سرمایہ کاری کے کام میں آسکیں۔ منصوبہ بندی کرکے غیر پیداواری امور کی حوصلہ شکنی کرکے بچتوں کو بڑھایا جاسکتا ہے۔ جس کے سبب حکومت بوقتِ ضرورت جبری بچتوں سے بھی تشکیل سرمایہ کرسکتی ہے۔

۱۳۔ مزدوروں کے حقوق کا تحفظ

ترقی پذیر اور پسماندہ ممالک میں مزدوروں کے حقوق کا اہم مسئلہ ہے۔ سرمایہ دار مزدوروں کے حقوق کا لحاظ نہیں رکھتے اس وجہ سے سرمایہ دار اور مزدوروں کے تعلقات میں کشیدگی رہتی ہے۔ منصوبہ بندی سے مزدوروں کے حقوق کا تحفظ کیا جاسکتا ہے۔ تاکہ سرمایہ دار اور مزدوروں کے تعلقات میں خوشگواری آئے اور پیداوار بڑھے۔

۱۴۔ دفاعِ ملک

کسی ملک کی سالمیت مضبوط دفاع پر منحصر ہے۔ منصوبہ بندی کے ذریعے ملکی آمدن بڑھا کر ملک کے دفاع کو مضبوط کیا جاسکتا ہے۔

۱۵۔ دفاع کا انحصار

دفاع کا انحصار حربی ٹیکنالوجی پر ہے منصوبہ بندی کے زریعے ہی حربی ٹیکنالوجی کو ترقی دی جاسکتی ہے۔ دورِ حاضر میں جو ملک بھی حربی ٹیکنالوجی سے محروم ہوگا وہ اپنی سالمیت کو کھو بیٹھے گا۔ حربی ٹیکنالوجی مضبوط منصوبہ بندی کے زریعے حاصل کی جاسکتی ہے۔

منصوبہ بندی کے مقاصد

۱۔ عوام کی خوشحالی اور محروم وسائل افراد کو زرائع وسائل کا مہیا کرنا

۲۔ معیارِ زندگی کو بلند سے بلند کرنا اور اوسط آمدنی کو بڑھانا

۳۔ مفید اور کار آمد اشیاء کی پیداوار

۴۔ تمام ملکی علاقوں اور حصوں میں متوازن ترقی کا حصول

۵۔ حربی ٹیکنالوجی کا حصول

۶۔ بیرونی امداد پر انحصار میں کمی

۷۔ علوم وفنون خصوصاً حربی ٹیکنالوجی میں ترقی

۸۔ ذرائع وسائل پیداوار کی دریافت

۹۔ منصوبہ بندی کے سبب ہی اہداف کے حصول کے لیے حکمتِ عملی تشکیل دی جاتی ہے تاکہ دستیاب وسائل کے ذرائع کو اس رنگ میں استعمال کیا جائے تاکہ منصوبہ بندی اپنے نتائج کے لحاظ سے کامیاب ثابت ہو۔

انتخابات کی ترجیحات

منصوبہ بندی کرنے والوں کے لیے یہ بات بہت اہم ہے کہ ان کے سامنے ترجیحات ہوں۔ کسی ترجیح کو دوسری ترجیح پر فوقیت ہوتی ہے اور ان ترجیحات کا تعلق عوام الناس کی بہبود اور ہنگامی حالات سے ہے۔ منصوبہ بندی میں ان امور کو اوّلیت حاصل ہو گی اب چاہے اسکول بنانے سے ہو ہسپتال بنانے یا پھر کارخانے لگانے سے ہو چاہے بچوں کے لیے کھیل کے میدان بنانے سے ہو، چونکہ بعض اوقات ملک کے دفاع اور عوام کی خوشحالی کا ٹکراؤ ہو جاتا ہے کہ ملک کے دفاع پر خرچ کیا جائے۔ انہی ترجیحات کو فوقیت ہونی چاہیے جو ملکی اور معاشرتی لحاظ سے اہم ہو۔

مالیات کی فراہمی

مسلم ریاست میں معاشی منصوبندی کی تکمیل کے لیے حسب ذیل وسائل اور ذرائع ہیں۔

۱۔ اندرونی ذرائع

۲۔ زکوٰۃ

۳۔ عشر کسی ہنگامی ضرورت کے وقت لوگوں سے ان کی ضرورت سے زائد بچت کا لے لینا۔ جس کو قرآن مجید نے عفو کہا ہے۔ رکاز، ٹیکس (ضرائب) سرکاری کاغذات کی بیع سے آمدن مثلاً، اسٹام ڈاک خانہ ٹکٹیں وغیرہ۔ قانون شکنی کرنے والوں کی جرمانوں کی رقم قرضے ٹول ٹیکس وقف وغیرہ۔

۴۔ بیرونی ذرائع: بین الااقوامی مالیاتی اداروں سے قرضے لینا۔

۵۔ غیر ملکی کمپنیوں کو سرمایہ کاری کے لیے مدعو کرنا۔

پاکستان کے ملکی معاشی مسائل اور ان کا حل

چونکہ اس وقت پاکستان میں جاگیردانہ نظام ہے جو کہ ایک بہت بڑی معاشی مسائل کی خرابی اور تباہی کی جڑ ہے یہی وہ شجرہ خبیثہ ہے جس سے سیاسی اخلاقی اور سماجی، معاشی برائیاں جنم لے رہی ہیں۔ اگر اس غیر اسلامی اور غیر انسانی نظام کو ختم نہ کیا گیا تو وطنِ عزیز پاکستان کبھی بھی ترقی کی راہ پر گامزن نہیں ہو سکے گا۔ لہذا جو شخص یا

حکمران اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے اصولوں کے مطابق عمل نہیں کرتا تو وہ خائن اور گنہگار ہے۔ اور زمین میں فساد پیدا کرنے والا ہے یہ ہے اسلام کا حقِ ملکیت کے متعلق تصور۔29

استحکام پاکستان بوسیلہ سیرتِ طیبہ

پاکستان دنیا پر ابھرنے والی ایک نظریاتی مملکت ہے۔ ایک ایسی مملکت جو نظریہ پاکستان کی بنیاد پر وجود میں آئی اور یہ نظریہ صرف اور صرف "دینِ اسلام" ہے یعنی پاکستان کا قیام صرف اس لیے عمل میں آیا کہ یہاں حاکمیت اور فرماں نوائی اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کی تسلیم نہیں کی جائے گی۔ یعنی ہم یہاں یہ بات کہے سکتے ہیں کہ اسلامی نظریہ حیات کو جاری وساری کرنے کا نام ہی نظریہ پاکستان ہے۔

قائداعظم نے فرمایا:

"ہم نے پاکستان کا مطالبہ ایک زمین کا ٹکڑا حاصل کرنے کے لیے نہیں کیا تھا بلکہ ایک ایسی تجربہ گاہ حاصل کرنا مقصود تھا کہ جہاں ہم دینِ اسلام کے اصولوں کو آزماں سکیں"

نظریہ کسی قوم کے لیے قوتِ متحرکہ اور روح رواح کا کام دیتا ہے۔ اس کی بدولت قوم میں اپنے تحفظ ،سلامتی بقاء اور استحکام کے لیے معرکہ آراہونے اور اپنی تعمیرِ نوع کے لیے سرگرم عمل ہونے کا جذبہ پیدا ہوتا ہے ۔چونکہ استحکام سے مراد ایسی اجتماعی و معاشرتی صورتِ حال ہے جس میں انتشار نہ ہو یگانیت اور یکجہتی کا احساس ہو۔

کسی عمارت کی استحکام کا انحصار اس کی بینادوں کی گہرائی پر ہوتا ہے۔ یعنی ہتیّ ڈھانچے، frame work کی مضبوطی پر ہوتا ہے۔ اس کی تعمیر میں استعمال ہونے والی اینٹوں کے تعمیراتی مواد اور ساخت پر ہوتا ہے۔ اس عمارت کا بوجھ سہارنے والے یا اٹھانے والے ستونوں piilars کی قوت پر ہوتا ہے۔30

اور ملکی معاشی استحکام اسی صورت ممکن ہے جب ہم منصوبہ بندی کرتے ہوئے سیرتِ النبی صلی اللہ علیہ آلہٖ وسلم کی روشنی میں عمل پیرا کریں۔

خلاصہ:

انسانیت کی شاید سب سے بڑی بدنصیبی یہ رہی ہے کہ جس کسی کو بھی برسرِ قوت آنے کا موقع تاریخ میں ملا ہے۔ چاہے وہ تلوار کے زور سے ہو یا بندوق کی گولی سے ہو یا کسی سازش کے بل پر، جمہوری انتخاب کے راستہ سے یا کسی اتفاقی حادثہ کے تحت وجود میں آیا ہو۔ اس کو اپنے متعلق یہ گومان ہو جاتا ہے کہ وہ نوعِ انسانی کا معلم اور زندگی کا مصلح بھی ہے۔ جب ایسے مصلحین و معلمین کے ہاتھوں میں جب اقتدار کی کرسی پر بیٹھ جاتے ہیں تو اپنے آپ کو عقل کل اور بہترین مفکر سمجھنے لگتے ہیں۔ ایسے ہر چشمہ علم سے بے نیاز ہو کر اور معاشرہ کے بہترین اور حساس

عناصر کو بر طرف رکھ کر اندھا دھند غیر معقول اقدامات کرنے لگتے ہیں جن میں سے ہر اقدام ایک خوفناک حادثہ بن کر ثابت ہوتا ہے۔ ایسے لوگ تشدد کے ہتھیاروں سے انسان کو انسان بنانا چاہتے ہیں اور زندگی کی پُشت پر کوڑے برسا برسا کر انسان کی اصلاح کرنا چاہتے ہیں۔ بعض اوقات اصلاح و انقلاب کے ایسے دعویداروں کو سرے سے ہی انسان کی فطرت کا پتہ نہیں ہوتا۔ انہیں زندگی کے بناؤ اور بگاڑ کا علم ہی نہیں ہوتا۔ انہوں نے کبھی یہ کوشش ہی نہیں کی ہوتی کہ انسان کو انسانیت سکھانے کے صحیح طریقے کیا ہیں۔ اور انھیں درحقیت بگاڑ کی اصل وجہ کا علم ہی نہیں ہوتا کہ کہاں سے واقع ہوئی ہے، اور اس کی اصلاح کا آغاز کہاں سے ہوتا ہے، اور اس کی تکمیل کہاں سے کی جا سکتی ہے۔ ایسے لوگ سابقہ تجربات سے فائدہ اٹھائے بغیر اپنا تجربہ الف با سے شروع کرتے ہیں اور مشورہ اور تنقید کے سارے دروازے بند کر دیتے ہیں تاکہ ان کا کوئی خیر خواہ اور انسانیت کا کوئی مُحبِّ وطن ان کے مہلک تجربات کی تکمیل میں رکاوٹ نہ ڈال سکے۔ اس قسم کے افراد کے پاس ہر دور کی بس ایک ہی دوا موجود ہوتی ہے، جبر، تشدد، سخت ترین قوانین بنانا، نت نئے کڑے احکامات جاری کرنا، عوام الناس کا ضروریاتِ زندگی گزرانے کا چاروں طرف گھیر اتنگ کر دینا اور پھر اپنے غیظ و غضب کے تازیانے بجا بجا کر کرتے رہنا، یہ سراسر انسانیت پر ظلم ہے۔

سفارشات:

مذاہب عالم کے پیروکار اس راز سے بخوبی اگاہ ہیں کہ تکثیرِ سماج میں درپیش مسائل کا دائمی اور پائیدار حل امن عالم کے قیام میں مضمر ہے اور یہ بھی ایک ابدی حقیقت ہے کہ امنِ عالم کا قیام مذاہبِ عالم کے مفکرین اور اربابِ عالم و دانش کے دستِ قدرت میں ہے۔ اور جب تک یہ تمام قوتیں یکجا ہو کر اس مقصد کے حصول میں پُرخلوص جدوجہد نہیں کریں گے تو وہ امن کی منزل کو کبھی بھی نہ پا سکیں گے۔ سماوی مذاہب میں اٰلِ ابراہیم علیہ السلام اور ملتِ ابراہیمی کا تسلسل ہیں جن کا اتمام و اکمال خاتم الانبیاء محمد رسول اللہ ﷺ کی ذاتِ بابرکت ہے۔

سیدّ الانبیاء ﷺ امن و آشتی اور بقائے باہمی کا مینارہ نور ہیں۔ بنی نوعِ انسان کو جب بھی پناہ ملے گی، آپ ﷺ کے دامنِ رحمت میں ہی ملے گی۔ یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ تمام مذاہب عالم کا حقیقی پیغام امن و سلامتی ہے۔ قرآنِ مجید میں دعوتِ انبیاء کا ایک ہی مقصد و مدّعا قرار دیا گیا ہے

اسلام نے ابتدائے آفرنیش سے ہی انسانیت کو امن و سکون سے ہمکنار کیا۔ تاریخ ان روشن واقعات سے لبریز ہے کہ جن سے یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچ چکی ہے کہ اہل اسلام اپنے دشمنوں کو بھی تڑپتا ہوا دیکھنے کے روادار نہ تھے۔ حلقہ بگوشانِ اسلام کے فقید المثال صبر اور عدمِ النظیر اور قوّتِ برداشت کی تعریف و توصیف احاطہ تحریر سے باہر ہے۔

ہم دورِ جدید کی عالمی صورتِ حال کو مدِّ نظر رکھتے ہوئے یہ دیکھ سکتے ہیں کہ اس وقت انسانیت تشدد اور انتہاپسندی میں پھنسی ہوئی ہے۔ مذہبی، سیاسی اور فکری انتہاپسندی نے عوام کو اعتدال کی راہ سے ہٹا دیا ہے۔ رسول کریم خاتم النبیین حضرت محمد صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی تعلیمات ایک عالمگیر تہذیب کے قیام و تشکیل کے لیے نہایت موثر اور مثبت قردار ادا کر سکتی ہیں۔ مقالہ نگار نے ذیل میں چند تجاویز اور سفارشات پیش کی جاتی ہیں جن پر عمل کر کے اُمتِ مسلمہ پھر دنیائے انسانی کی امامت و قیادت کا فریضہ سر انجام دینے کی صلاحیت اپنے اندر پیدا کر سکتی ہے۔:

ا۔ مذہبی منافرت ہوا دینے والے لٹریچر کو منصّۂ شہود پر نہ آنے دیا جائے اور عوام میں اس کی ترویج اور اس کی اشاعت کی ہر سطح پر اس کی حوصلہ شکنی کی جائے۔ مختلف مذاہب کے راہنماؤں کے مابین رابطے بڑھائے جائیں اور تعصبات کا خاتمہ کیا جائے۔

۲۔ عالمی امن کی طر تیز تر پیش رفت اسی صورت میں ممکن ہے کہ عالمی سطح پر بین المذاہب مکالمے اور قومی سطح پر انسان دوستی پر مبنی مختلف الخیالات مسالک کے راہنماؤں کے مابین باہمی تبادلہ خیالات ہوں اور ہم آہنگی کی فضا کو اجاگر کیا جائے۔

۳۔ اسلام کی مکالمہ بین المذاہب اور ملکی معاشی استحکام کی تحریک اسی فلسفے پر قائم ہے اور یہ تحریک اسی لحاظ سے احترام کی مستحق ہے کہ اس نے تعصب کو بالا طاق رکھتے ہوئے باہمی مکالمہ اور قرابتیں پیدا کیں۔ آج مذاہبِ عالم کے بڑے بڑے علماء وسعتِ مطالعہ ایک دوسرے کے صحائف اور مقدس کتب تک ہے اور دلائل اور مجادلہ اور احسن سے ایک دوسرے کے افکار کو سمجھنے اور سمجھانے کا بامقصد فریضہ انجام دے رہے ہیں۔ افہام اور ہم آہنگی کی فضا قائم کرنے میں یہ کردار ادا کرتے رہنا چاہیے۔

۴۔ چونکہ اولادِ آدم اور ابراہمی مذہب کے ناطے ہمارا ثقافتی ورثہ ایک ہی ہے، لہٰذا اس بیناد پر باہمی سماجی اور معاشرتی اکائی کو بزورِ قوت دبانے کے عمل کی ہر سطح پر حوصلہ شکنی کی جائے۔ اور ظلم و جبر کے بڑھتے ہوئے رجحانات کے لیے انسدادے تدابیر اختیار کی جائیں۔

۵۔ عصرِ حاضر کے سلگتے مسائل میں دہشت گردی اور انتہاپسندی سرِفہرست ہے جیسے سفارتی اور بین الاقوامی فورمز پر زیرِ بحث لا کر اس کے اسباب کا تعین کر کے ان کے تدارک کے لیے ٹھوس اقدامات کیے جائیں۔

٦۔ ہر مذہب ہر قوم کی اپنی ایک خاص زبان ہوا کرتی ہے، جو ابلاغ کا واحد ذریعہ ہے، لہٰذا سیرت النبی صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے ماننے والوں کو دوسروں کی قومی اور مذہبی زبانوں سے واقفیت حاصل کرنی چاہیے تاکہ ایک دوسرے کے علمی ورثہ سے کامل طور پر استفادہ کر سکیں۔

۷۔ جدید تحقیقات، ترقی یافتہ ٹیکنالوجی اور جدید علوم کے شعبوں میں روشن تازہ اُفق مختلف معاشروں کو قریب تر لا رہی ہے ۔ دیگر شعبہ ہائے زندگی ،مثلاً بنکاری ، کاروباری تعلقات ، مصنوعات اور دیگر مفید تخلیقی کاوشیں معاشرے کے افراد کو ایک دوسرے سے قریب تر کر رہی ہیں۔ یہ میل جول اور باہمی ضروریات کی اشیاء کا لین دین جاری رہنا چاہیے۔

۸۔ عہدِ حاضر میں لازم ہے کہ عالمی دینی تہذیبی قیادتیں سر جوڑ کر بیٹھیں، مذکرات کریں، غلط فہمیاں دور کریں اور میثاقِ مدینہ کو عالمی منشور قرار دیتے ہوئے خطباتِ حجۃ الودع کی روشنی میں امن عالم کے بارے میں قواعد اور قوانین از سرِ نوع وضع کریں اور متفقہ اعلامیہ جاری کریں جس میں ہر مذہب و تہذیب والا دوسرے کو اس کے طرز و انداز پر جینے اور کام کرنے کی آزادی کے موقع فراہم کرے اور ضمانت دے کہ دہرے میعار سے اجتناب، اپنا دستور حیات بنالیں گے۔

حوالہ جات

[1] : ڈاکٹر محمد طاہر القادری، اقتصادِیاتِ اسلام (تشکیلِ جدید)، ص، ۴۷، مطبع، منہاج القرآن، پرنٹرز، لاہور، اشاعت اول، ۲۰۰۷

[2] : ڈاکٹر محمد طاہر القادری ، اقتصادِیاتِ اسلام (تشکیلِ جدید)، ص ،۴۷، مطبع ، منہاج القرآن ، پرنٹرز، لاہور ، اشاعت اول ،۲۰۰۷۔ محمد بن یعقوب الفیروض آبادی، القاموس المحیط، ج/۱ص ۲۹۱، مطبوع، دار الکتب العالمیۃ۔

[3] : ڈاکٹر محمد طاہر القادری، اقتصادِیاتِ اسلام (تشکیلِ جدید)، ص، ۴۷۔۴۸، مطبع، منہاج القرآن، پرنٹرز، لاہور، اشاعت اول

[4] : ایضاً، ص، ۵۳۔ امام غزالی، کیمیائے سعادت، ص ۲۶۶۔ طبع، لاہور۔

[5] : ایضاً، ص ۵۳۔

[6] : ڈاکٹر محمد طاہر القادری، اقتصادِیاتِ اسلام (تشکیلِ جدید)، ص، ۵۴، ۵۳، مطبع، منہاج القرآن، پرنٹرز، لاہور، اشاعت اول۔ شاہ ولی اللہ، حجۃ البالغہ، ج/۱ص ۴۳، طبع، لاہور۔

[7] : ڈاکٹر محمد طاہر القادری، اقتصادِیاتِ اسلام (تشکیلِ جدید)، ص، ۵۷، مطبع، منہاج القرآن، پرنٹرز، لاہور، اشاعت اول۔

[8] : ایضاً، ۵۹۔

[9] : سورۃ الزخرف، ۳۲۔

[10] : سورۃ طہٰ، ۱۲۴۔

[11] : سورۃ ھود، ۶۔

[12] : سورۃ النور، ۳۸۔

13: سورۃ قصص، ۸۲۔

14: سورۃ الزاریات، ۸۵۔

15: سورۃ الاعراف، ۱۰۔

16: سورۃ الحجرات، ۲۰۔

17: ڈاکٹر محمد طاہر القادری، اقتصادیاتِ اسلام (تشکیلِ جدید)، ص، ۸۶، مطبع، منہاج القرآن، پرنٹرز، لاہور، اشاعت اول۔

18: ابو قاسم سلیمان بن احمد بن ایوب الطبرانی، المعجم الاوسط، ۲۵:۷، رقم، ۶۷۴۴، طبع، لاہور۔

19: احمد بن الحسین البیھقی، شعب الایمان، ۵:۲۵۴، رقم: ۶۵۶۷، دارالاشاعت، اردو بازار کراچی۔

20: محمد بن اسماعیل بخاری، صحیح بخاری، کتاب الصلوۃ، ج ۱/ص، ۹۱۔

21: احمد بن الحسین البیھقی، السنن کبری، ۶:۱۲۸، رقم: ۱۱۶۹۵، طبع، البیروت۔

22: علاء الدین علی متقی بن حسام الدین ہندی برہان پوری، کنز العمال، ۴:۲۱، رقم: ۹۲۹۹، دارالاشاعت، اردو بازار کراچی۔

23: امام شعرانی، کشف الغمۃ عن جمیع الامۃ، ۲:۳، مطبوع، ادارہ پیغام القرآن اردو بازار لاہور۔

24: ولی الدین الخطیب التبریزی، مشکوۃ المصابیح، ۲:۱۳۳، رقم: ۹۸۶۱، طبع، لاہور۔

25: ابو عبد اللہ محمد بن یزید قزوینی، ابن ماجہ، السنن، کتاب التجارات، باب ما یرجی من البرکۃ فی البکور، ۲:۷۵۲، رقم: ۲۲۳۶، طبع، البیروت۔

26: محمد امین الحق، اسلام کا معاشی نظام اور معاشی نظریات، ص، ۱۲، ۱۱، مطبوع، محکمہ اوقاف لاہور، ۱۹۷۰ء۔

27: ڈاکٹر محمد طاہر القادری، اقتصادیاتِ اسلام (تشکیلِ جدید)، ص، ۱۳۷۔ ۱۳۲، مطبع، منہاج القرآن، پرنٹرز، لاہور۔

28: محمد امین الحق، اسلام کا معاشی نظام اور معاشی نظریات، ص، ۳۴۸، مطبوع، محکمہ اوقاف لاہور، ۱۹۷۰ء۔

29: محمد امین الحق، اسلام کا معاشی نظام اور معاشی نظریات، ص، ۳۵۵۔ ۳۴۸ مطبوع، محکمہ اوقاف لاہور، ۱۹۷۰ء۔

30: حافظ محمد طاہر محمود اشرفی، رواداری سیرتِ طیبہ کی روشنی میں، ص، ۱۵۹۔ ۱۵۷، مطبوع، دارالسلام، ناشر، عمر پبلی کیشنز یوسف مارکیٹ غزنی سٹریٹ، اردو بارالاہور۔